شادی کے لیے سودی قرض لینے کا حکم

دارالافتاء اهلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

پرائیویٹ بینک سے جو لون ملتا ہے، وہ ایک لاکھ کے بدلے ایک لاکھ بیس ہزار لیتے ہیں، مجبوری کے وقت وہ لون لینا جائز ہے یا ناجائز؟ میری بہن کی شادی ہے۔

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سودی قرض لینے سے متعلق شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ بینک یا کسی بھی ادارے سے یوں قرض لینا کہ جتنا لیا ہے اس سے زائد اگرچہ ایک پیسا اوپر دینا طے پائے یہ سود اور حرام ہے اور بلاعذر شرعی سود پر قرض لینا سخت ناجائز و حرام ہے اور شادی کوئی شرعی مجبوری نہیں ہے۔ لہٰذا شادی کے لیے سودی قرض لینا جائز نہیں ہے، پس یا تو یہ کوشش کی جائے کہ کسی سے بغیر سود کے قرضہ مل جائے یا پھر اگر آپ کے پاس حاجت سے زائد کوئی چیز ہے تو اس کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلیں اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا تو سادگی کے ساتھ شادی کی جائے۔ شادی کے لئے کثیر اخراجات کرنا نہ فرض ہے نہ لازم بلکہ بعض صورتوں میں گناہ جیسے گانے باجے اور ناجائز رسموں پر خرچ کرنا۔ تو شریعت کے مطابق اور سادگی سے شادی کریں جس کے لئے کثیر مال ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ حدیث پاک کے مطابق تو عظیم برکت والا نکاح اسے قرار دیا گیا ہے کہ جس میں خرچہ کم ہو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے

”عن جابر قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء“

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود لکھنے والے اور سود کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر ہے۔ (صحیح مسلم، جلد3، صفحہ1219، حدیث: 1598، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مشکوۃ المصابیح میں حدیث پاک ہے

”عن عائشة قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة“

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عظیم برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچہ کم ہو۔ (مشکاۃ المصابیح، جلد3، صفحہ930، حدیث: 3097، المکتب الاسلامی، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے "اقول: محتاج کے یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو کہ نہ اس کے بغیر چارہ ہو نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا جیسے لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی سو روپے پاس ہیں ہزار روپے لگانے کو جی چاہا نو سو سودی نکلوائے یا مکان رہنے کو موجود ہے دل پکے محل کو ہوا سودی قرض لے کر بنایا یا سو دو سو کی تجارت کرتے ہیں قوت اہل وعیال بقدر کفایت ملتا ہے نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا پانچ چھ سو سودی نکلوا کر لگا دئے یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے جسے بیچ کر روپیہ حاصل کرسکتے ہیں نہ بیچا بلکہ سودی قرض لیا وعلی ہذا القیاس صدہا صورتیں ہیں کہ یہ ضرورتیں نہیں تو ان میں حکم جواز نہیں ہوسکتا اگرچہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرمایا: "فاتحہ سوم یا لڑکی کی شادی کے لئے سودی قرض لینا حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ347، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-4189

تاریخ اجراء: 14 ربیع الاول 1447ھ/08 ستمبر 2025ء